(بقیہ اشارات) اور محضر ناموں سے کچھ نہیں بنیگا، یہ لوگ سیدھی طرح بات ماننے والے نہیں ہیں"۔ اگرچہ پہلے بھی اندازہ تھا کہ ملک میں بہت سے لوگ اب اس طرح سوچنے لگے ہیں، مگر پچھلے چند مہینوں کے ربطِ عوام سے پہلی مرتبہ ہم پر یہ حقیقت منکشف ہوئی کہ یہ رجحانات ملک کی آبادی کے اتنے کثیر حصے میں سرایت کر چکے ہیں۔ اب یہ ہر شخص خود سوچ لے کہ جس قیادت نے ملک میں یہ احساسات ابھار دیے ہیں وہ سعادت کی راہ پر جا رہی ہے یا نحوست کی راہ پر؟

ممکن ہے کہ ہمارے اربابِ اقتدار خود اس طرح سوچ رہے ہوں کہ کسی نے اگر قرآن و حدیث سے اسلام کے دستوری اصول بالکل قطعی اور متعین طور پر پیش کر دیے تو کیا، کسی مجلس میں تمام اسلامی فرقوں کے علماء نے اسلامی ریاست کی دستوری بنیادیں بالاتفاق مرتب کر دیں تو کیا، کسی نے اگر ہماری دستوری تجویزوں کو دلائل سے غلط ثابت کر دیا تو کیا، لاکھوں نہیں کروڑوں آدمیوں نے بھی اگر تاروں، خطوں اور محضرناموں کے ذریعہ سے اور قراردادیں پاس کر کے اسلامی دستور کے اصول تسلیم کرنے کا تقاضا کر ڈالا تو کیا، دستور بنانے کے آئینی طور پر مجاز تو ہم ہیں۔ اصل چیز باہر کی رائے نہیں بلکہ دستور ساز اسمبلی کے اندر کی رائے ہے۔ وہ اگر اکثریت کے ساتھ ہماری دستوری تجویزوں کو قبول کر لے تو دستور انہی کے مطابق بن کر رہیگا۔ باہر کے لوگ چیختے ہیں تو چیختے رہیں۔ ہمیں نہ ان کو دلیل سے مطمئن کرنے کی ضرورت، اور نہ اس بات کی پروا کہ کتنے لوگ ہمارے ساتھ ہیں اور کتنے نہیں ہیں۔

یہ اگر ان کا خیال ہے تو ہم ان کے خیر خواہ کی حیثیت سے کہتے ہیں کہ آپ سخت غلط فہمی میں مبتلا ہیں۔ اسلامی دستور کے اصول جب قرآن و حدیث سے ثابت کر دیے جا چکے ہیں اور جب تمام اسلامی فرقوں کے علماء ان کی تصدیق کر دیں اور جب جلسوں اور قراردادوں اور خطوط اور محضرناموں سے یہ بات ثابت ہو جائے کہ قوم کی عظیم اکثریت اپنی قومی ریاست کو انہی اصولوں پر قائم کرنا چاہتی ہے، تو آپ کے لیے اور آپ کی پوری اسمبلی کے لیے صرف دو ہی راستے باقی رہ جاتے ہیں۔ یا تو اکثریت کے مطالبے کو مان لیجیے۔ یا اگر آپ کے لیے یہ مطالبہ قابلِ قبول نہیں ہے تو سیدھی طرح تسلیم کیجیے کہ آپ اس ملک میں ایک اقلیت ہیں اور اکثریت کے نمائندے نہیں ہیں، لہٰذا آپ کو دستور بنانے کا کوئی حق باقی نہیں رہا ہے۔ ان دونوں راستوں کو چھوڑ کر اگر آپ محض آئینی پوزیشن کے سہارے یا طاقت کے بل پر کوئی تیسرا راستہ اختیار کریں گے تو یقین جانیے کہ دستور نہیں بنے گا۔ کسی اقلیت کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ اکثریت پر زبردستی اپنی مرضی مسلط کرے، خواہ اسے کیسی ہی مستحکم پوزیشن حاصل ہو۔ اس کی کوشش بیشک وقتی طور پر کامیاب ہو سکتی ہے، مگر ایسی کوششوں کا انجام کبھی اچھا نہیں ہوا ہے۔